# نوابین وزعمائے سلطنت کے نام مشائخ برصغیر کے سیاسی وسماجی مکتوبات: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

# Socio-Political Epistles of Subcontinent Sufis to Rulers and State Elites: A Research and Analytical Study

**Muhammad Rafiq**
*PhD Scholar, Department of Islamic Studies*
*Green International University, Lahore*
*Email: rafiqmadni2526@gmail.com*
**Dr. Nadia Alam**
*Assistant Professor, Department of Islamic Studies*
*Green International University, Lahore*
*Email: nadia.alam@giu.edu.pk*

**Abstrac**
This research paper presents a textual ,analytical ,and historical review of the letters written by eminent Sufi saints and spiritual masters of the Subcontinent during the 13th and 14th centuries AH to nawabs ,sultans , princes ,rulers ,ministers ,and state dignitaries. Amidst the fragile socio-political landscape marked by British colonial dominance ,the decline of Mughal rule ,and intellectual-moral degradation ,the Sufi saints of the subcontinent stepped beyond the seclusion of their hospices (khanqahs) to fulfill the historic duty of reforming state authority in the light of Islamic law ,ethics ,and politics. This study examines selected letters from Shah Ghulam Ali Dehlawi ,Shah Abdul Aziz Muhaddith Dehlawi ,Imam Ahmed Raza Khan Barelvi ,Khawaja Muhammad Abdul Rahman Chohravi ,Pir Syed Mehr Ali Shah Golrawi ,and Mufti Mazharullah Dehlawi. The research demonstrates that ,in accordance with the principle "Al-nasu 'ala dini mulukihim) "people follow the religion of their rulers) ,the saints advised the nawabs and nobility toward justice ,integrity ,safeguarding the rights of the subjects ,and adherence to the Sharia. Simultaneously ,through their own conduct ,they established an exemplary tradition of independence from rulers (istighna 'an al-umara (and uttering the uncompromised word of truth.
**Keywords:** Letters of Sufis, Nawabs and State Dignitaries/ Elites, Subcontinent, 13th & 14th Century AH, Reform of Authority, Justice and Equity, Detachment (Istighna), Rights of Servants (Huquq al-Ibad)

## تمہید وتعارف:

اسلامی تاریخ میں اولیائے کرام اور علمائے ربانی کی دعوت وعزیمت کا دائرہ محض انفرادی تزکیۂ نفس اور عبادات تک محدود نہیں رہا، بلکہ انہوں نے معاشرتی اصلاح اور سیاسی جبر وزوال کے خاتمے کے لیے ہر عہد میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ مکتوب نگاری جہاں پیغام رسانی کا قدیم ترین ذریعہ رہی ہے، وہیں مشائخ طریقت کے ہاں یہ تربیتِ سلوک، تبلیغ دین اور اصلاحِ حکمران کا ایک مؤثر علمی وروحانی حربہ بن کر ابھری۔ تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری (انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی) کا برصغیر ایک عظیم تاریخی موڑ سے گزر رہا تھا۔ ایک طرف 1857ء کے بعد مسلم اقتدار کا باقاعدہ خاتمہ ہو چکا تھا اور برطانوی استعمار اپنے پنجے گاڑ چکا تھا، تو دوسری طرف بقیہ دیسی ریاستوں کے نوابین، راجے اور وزراء مغربی تہذیب، سیاسی دباؤ اور باطنی انحطاط کا شکار ہو رہے تھے۔ ایسے نازک حالات میں جب کسی صاحب اقتدار کی اصلاح بالمشافہ ممکن نہ ہوتی یا جب سیاسی عمال شریعتِ مطہرہ سے انحراف کرتے، تو مشائخ برصغیر نے حق وصداقت کی آواز بلند کرنے اور رشد وہدایت کے لیے اپنے مکتوبات کو ذریعہ بنایا۔

برصغیر میں خصوصاً برطانوی استعمار کے تسلط، مغلیہ اقتدار کے زوال اور فکری واخلاقی انحطاط کے نازک دور میں کئی مشائخ کرام نے خانقاہی خلوت نشینی سے باہر نکل کر اسلامی قانون، اخلاقیات اور سیاسیات کی روشنی میں اصلاحِ اقتدار کا تاریخی فریضہ سرانجام دیا۔ ان میں شاہ غلام علی دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، خواجہ محمد عبد الرحمن چھوہروی، پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مفتی مظہر اللہ دہلوی علیہم الرحمہ جیسے عظیم بزرگ شامل ہیں۔ زیر نظر مقالے میں ان بزرگ ہستیوں کے منتخب مکتوبات کا تجزیاتی وتحقیقی مطالعہ کیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مشائخ کرام نے "**الناس علی دین ملوکہم**" کے اصول کے تحت مختلف نوابین اور امراء کو اتباعِ شریعت، عدل وانصاف، دیانت داری اور رعایا کے حقوق کی پاسداری کی تلقین کی اور اپنے عمل سے **استغناء عن الامراء** اور کلمۂ حق کی بے مثل روایت قائم رکھی۔ زیر نظر تحقیقی مقالہ تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے دوران برصغیر پاک وہند کے جلیل القدر مشائخ عظام اور اولیائے کرام کے ان مکتوبات کا متنی، تحلیلی اور تاریخی جائزہ پیش کرتا ہے جو انہوں نے نوابین، سلاطین، شہزادوں، والیانِ ریاست، وزراء اور زعمائے سلطنت کے نام تحریر کیے۔

## مسئلہ تحقیق (Problem Statement)

زیر نظر تحقیق اس بنیادی سوال کا علمی جواب فراہم کرتی ہے کہ تیرہویں وچودھویں صدی ہجری کے مشائخ نے سیاسی زوال اور استعماری تسلط کے ماحول میں نوابین اور زعمائے سلطنت کو کن دینی، اخلاقی، معاشی اور فقہی

موضوعات پر مکتوبات تحریر کیے؟ نیز ان مکتوبات میں امراء و سلاطین کے سامنے استغناء اور کلمۂ حق کا کیا معیار قائم رکھا گیا اور ان مکتوبات کے برصغیر کی سیاسی و سماجی حیات پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

**منہجِ تحقیق((Research Methodology:**

یہ تحقیق توصیفی ((Descriptive)، استخراجی ( (Deductiveاور متنی و تحلیلی ( Analytical (Textual منہج پر مبنی ہے۔ تحقیق کی بنیاد تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے مشائخِ عظام کے بنیادی مصادر و مکاتیب کے مجموعوں، بالخصوص شاہ غلام علی دہلوی کے مکاتیبِ شریفہ، امام احمد رضا خان کے کلیاتِ مکاتیبِ رضا اور مکتوباتِ امام احمد رضا، خواجہ عبد الرحمن چھوہروی کے مکتوباتِ رحمانیہ، پیر سید مہر علی شاہ کے المکتوبات الطیبات اور مفتی مظہر اللہ دہلوی کے مکاتیبِ مظہری کے جامع تحقیقی مقالے کے متون پر رکھی گئی ہے۔

**فکری و سیاسی تناظر: تیرہویں و چودھویں صدی ہجری کے سیاسی و سماجی حالات:**

برصغیر میں انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کا دور مسلمانانِ ہند کے لیے سیاسی بے ترتیبی اور فکری اضطراب کا دور تھا۔ مغلیہ سلطنت کے آخری ایام میں شاہی ایوانوں کے زوال کی وجہ مرہٹوں، سکھوں اور پھر انگریزوں کی فتوحات بنیں۔ دیسی ریاستوں (مثلاً حیدرآباد دکن، بہاولپور، علی گڑھ، نرسنگھ گڑھ، مالوہ، ہزارہ وغیرہ) کے نوابین اور امراء نام نہاد خود مختاری کے باوجود برطانوی سیاسی ایجنٹوں کے مرہونِ منت تھے۔

اس سیاسی ابتری کا اثر مستقل طور پر عام مسلمانوں کے سماجی و اخلاقی احوال پر پڑ رہا تھا، کیونکہ عربی مقولے "الناس على دين ملوكهم" (لوگ اپنے حکمرانوں کے طرزِ عمل پر ہوتے ہیں) کے مطابق حکمران طبقے کی اخلاقی و دینی پستی کا اثر پورے سماج میں بدعات، غیر شرعی رسومات، رشوت اور بے انصافی کی صورت میں ظاہر ہو رہا تھا۔

مشائخ برصغیر اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ عامۃ المسلمین کی سدھار اس وقت تک پائیدار نہیں ہو سکتی جب تک اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے نوابین، شہزادے اور حکومتی عمال عدل، تقویٰ، دیانت اور اتباعِ شریعت کے راستے پر گامزن نہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے قلم کو اصلاحِ اقتدار اور دفاعِ اسلام کے لیے بطورِ حربہ استعمال کیا۔

**شہزادوں، نوابوں اور راجاؤں کے نام مشائخ کے مکتوبات کا متنی و تحقیقی تجزیہ:**

مشائخِ برصغیر نے شہزادوں، نوابین اور جاگیرداروں کو جو خطوط لکھے، ان میں خوشامد یا دنیوی مراعات کا شائبہ تک نہ تھا، بلکہ ان تحریروں کی روح نصیحت، عدل کی ترغیب اور خدا کے سامنے جواب دہی کا احساس دلانا تھی۔ انہوں نے اپنے مکتوبات میں آیات قرآنی اور احادیث کریمہ کا التزام فرمایا۔ ان کے مکتوبات کی جھلک ملاحظہ ہو:

## شاہ غلام علی دہلوی کے مکتوبات:

تیرہویں صدی ہجری کے عظیم نقشبندی شیخ شاہ غلام علی دہلوی (متوفی 1240ھ) نے اپنے عہد کے کئی مغل شاہزادوں اور صوبائی نوابین کو متعدد اصلاحی مکتوبات ارسال کیے۔ ان میں سے کچھ کے احوال ملاحظہ ہوں:

## شہزادہ محمد اکبر ثانی کے نام مکتوب:

مغل شہزادے کو تحریر کردہ مکتوب میں آپ نے اسے عدل و انصاف قائم کرنے، رعایا کی دادرسی کے ساتھ ساتھ بالخصوص خلافِ شرع امور کے انسداد کی پرزور تلقین فرمائی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت شاہ غلام علی کے ایک خلیفہ سید اسماعیل مدنی جب آغاز میں مدینہ منورہ سے زیارت وبیعت کے لئے تشریف لائے تو تبرکات شریف کی زیارت کے لئے جامع مسجد دہلی گئے۔ انہوں نے تبرکات کے پاس اپنے کشف سے ظلمت محسوس کی۔ واپس آکر شاہ غلام علی دہلوی سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے اس سلسلے میں بادشاہ کو مکتوب لکھا۔ اسے بتایا کہ بزرگوں کی تصاویر بنانا اور رکھنا شریعت میں منع ہے اور یہ بت پرستی میں شامل ہے۔ جامع مسجد سے انھیں ہٹانے کا حکم دیا اور اس پر اپنی ناراضگی اور شدید غم وغصے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"سبحان اللہ از عجائب حضرت او سبحانہ چہ نوشتہ شود این سید کہ از مدینہ منورہ بکسب نسبت حضرت مجددیہ ۔۔۔ واللہ اگر مرا قوتی عود نماید از شہر بت پرستان ھجرت نمایم"

"سبحان اللہ! حضرت سبحانہ کے عجائبات سے کیا لکھا جائے کہ ایک سید جو کہ مدینہ منورہ بیعت ہونے اس خاکسار کے پاس تشریف لائے ہیں، آج شب جمعہ کو جامع مسجد دہلی میں آثار شریفہ دیکھنے گئے۔ انھوں نے اپنے نور ایمان سے بتایا کہ وہاں بتوں کی ظلمت دکھائی دیتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا کہ وہاں بزرگوں، نبی کریم ﷺ، آئمہ اہل بیت اور اولیاء اللہ کی تصاویر رکھی گئی ہیں، جن کا بنانا اور اپنے پاس رکھنا شریعتِ محمدی میں جائز نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر، رسول اللہ ﷺ نے خود توڑی ہے۔ اپنے پیر کی تصویر، محبوبِ خدا ﷺ کی تصویر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصویر، یہ تمام تصاویر بت ہیں، ان کی تعظیم ترک کردیں کہ یہ بت پرستی کے مشابہ ہے ۔ ایک پتھر پر پاؤں کا نقش بنا کر کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کا نقش ہے، یہ بھی بت کے مشابہ ہے۔ صد افسوس مسلمانی و بادشاہت پر! اسلام کی متابعت کہاں گئی؟ کسی تدبیر سے اس بت پرستی کو روکیں۔ اس خرابی، غفلت و سستی پر کتنا روؤں اور کیسی گریہ زاری کروں۔ جامع مسجد دہلی اور شاہی قلعہ، یہ دونوں جگہیں جو مسلمانوں کی ہیں، یہاں بت رکھنے کا کیا مقصد ہے؟ اللہ کی قسم! اگر مجھ میں طاقت لوٹ آئے تو میں بت پرستوں کے اس شہر سے ہجرت کر جاؤں۔")[1](

اس مکتوب میں شاہ صاحب نے شہزادہ محمد اکبر (ثانی) کو بھرپور انداز میں تنبیہ فرمائی کہ تمہاری سلطنت میں متبرک مقام پر غیر شرعی امور کا نفاذ ہو چکا ہے جس کا سدباب از حد اول فرصت میں لازم وضروری ہے۔ بادشاہ وقت کے سامنے کلمۂ حق کہنا انبیاء کرام کی سنت ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ـ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ـ)[2]﴾

تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ (سرکشی میں) حد سے نکل چکا ہے۔ تو تم اس سے نرم بات کہنا امید پر کہ شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی بادشاہ وقت کے سامنے حق بات کہنے کا حکم ارشاد فرمایا:

«عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: " إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ»[3]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ظالم بادشاہ کے سامنے حق کہنا سب سے بہتر جہاد ہے۔ مذکورہ بالا فرامین پر شاہ صاحب نے بخوبی عمل کیا۔

**نواب امیر خان الدولہ کے نام مکتوب (بواسطہ میاں محمد حسن):**

جب نواب امیر خان نے غلام علی دہلوی علیہا الرحمہ کی خانقاہِ معلیٰ کے لیے ایک بڑا مالی عطیہ اور وظیفہ مقرر کرنا چاہا، تو آپؒ نے فقر وقناعت اور توکل کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کرتے ہوئے عطیہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ آپ نے مکتوب میں تحریر فرمایا:

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ! چالیس سال ہو رہے ہیں کہ دل کو آرزوؤں سے توڑ کر اور خلقت سے منہ موڑ کر گوشہ خلوت میں صبر وقناعت کے ساتھ زندگی گزر رہی ہے اور بغیر کسی جمع وخرچ کے عافیت کے ساتھ اور روزی کی فکر کے بغیر زندگی بسر کی جارہی ہے۔ الحمدللہ! یعنی اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ہے۔ نواب صاحب امیر الدولہ سے اس امرِ مذکور کے بارے میں بات نہ کی جائے کہ قبول نہیں ہے۔ خدا نہ کرے کہ فقر وقناعت اور صبر وتوکل کے طریقے میں عمر کے اس آخری حصے میں کوئی عیب اور نقصان لاحق ہو"۔ (4)

پھر آپ نے فارسی کا یہ تاریخی شعر درج فرمایا:

ما آبروئے فقر وقناعت نمی بریم -- باامیر خان بگوئی کہ روزی مقدر است

(ہم فقر وقناعت کی آبرو ضائع نہیں کرتے، امیر خان سے کہہ دو کہ روزی مقدر ہے)۔

اس مکتوب میں شاہ صاحب نے دنیوی مال و دولت سے بے رغبتی کا اظہار کرتے ہوئے حکمرانِ وقت کے وظیفہ کو لینے سے انکار کر دیا۔

## نواب خان منور خان (حاکم صوبہ مالوہ) کے نام مکتوب:

آپ نے حاکم مالوہ نواب خان منور خان کو خط لکھ کر انہیں دین کی رغبت دی۔ مکتوب کا متن ملاحظہ ہو:

"بلند نسب صاحبزادہ حضرت رؤف احمد مجھ فقیر سے طریقت اور فیض حاصل کر کے اجازت پانے کے بعد آپ کی خدمت میں پہنچ رہے ہیں جو بھی وقت میسر ہو ضرور ان سے طریقت سیکھیں اس میں آپ کے لیے سعادت مندی ہے ان کی خدمت میں حاضر رہیں۔ والسلام"[5]

اس مکتوب میں شاہ غلام علی دہلوی نے نواب منور خان (حاکم صوبہ مالوہ) کو دین کی طرف رغبت کی تلقین کی اور اس حوالہ سے اپنے مرید خاص عبد الرؤف صاحب کے قرب کا حکم دیا تاکہ ان کے قرب کو اختیار کر کے شریعت وطریقت کے اصولوں کو سیکھ سکیں اور پھر ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

## نواب شمشیر خان کے نام مکتوب:

نواب شمشیر خان کے خط کے جواب میں شاہ صاحب نے ان کی ظاہری و باطنی ترقی، ایمان و عرفان میں رسوخ، اور دنیاوی جاہ و دولت کو خلقِ خدا کی کام بخشی اور خدمت کے لیے استعمال کرنے کی دعاؤں سے نوازا اور جتنی استطاعت ہو اتنی عبادت کرنے کی تلقین فرمائی۔ مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"آپ کے مکتوب کے واسطہ سے معلوم ہوا کہ آپ نے تین حفاظ مقرر کر کے باندہ (بستی) میں بھیجے ہیں۔ ہر آدمی بیس پارے ہر روز تلاوت کرتا ہے۔ اتنی تلاوت مشکل ہو جاتی ہے۔ دو وقت میں منزل پڑھنا آسان رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی پسند ہے۔ (اتنی عبادت میں مشقت کا حکم دیں جتنی استطاعت ہو) اربابِ شوق و محبت جینا عبادت میں گزارتے ہیں۔ بغیر بندگی کے زندگی کام نہیں آئے گی"۔[6]

اس مکتوب میں شاہ صاحب نے نواب شمشیر خان کو تلقین کی کہ عبادت و ریاضت پر کمربستہ رہیں اور رعایا کے افراد کو اتنے احکام کا مکلف کریں جس کو ادا کرنے کی ان میں استطاعت ہو۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے مکتوبات:

چودھویں صدی ہجری کے عظیم بزرگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (متوفی 1340ھ) کے مکتوبات کا ایک بڑا حصہ نوابین اور والیانِ ریاست کے نام ہے، جن میں فقہی و شرعی مسائل کی گرہ کشائی کی گئی ہے۔ آپ کے چند مکتوبات ملاحظہ ہوں:

## مرزابیگ عرف محمد میاں(نواب نرسنگھ گڑھ، سینٹرل سیہور) کے نام مکتوب:

نواب نرسنگھ گڑھ کے شرعی استفسار پر آپ نے 18 شعبان 1337ھ کو جوابی مکتوب تحریر فرمایا، جس میں نماز کے دوران تشہد میں اشارہ کرنے کے مسنون اور حنفی موقف کو فقہی دلائل سے ثابت کرتے ہوئے نواب صاحب کی شرعی رہنمائی فرمائی۔مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"تشہد میں(انگلی کا) اشارہ ضرورت سنت ہے۔ محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا((صنعه على الله رسول الله ﷺ فنصنع كماصنعه رسول الله ﷺ وهو قول ابي حنيفه واصحابنا!))

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو ہم بھی اشارہ کرتے ہیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا وہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے اصحاب کا ہے۔امام ملک العلماء نے بدائع اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر اور دیگر ائمہ کبار نے اس کی تحقیق فرمائی۔فقیر اور فقیر کے آباء واساتذہ ومشائخ کرام ہم سب اس پر عامل رہے۔"[7]

اس مکتوب میں اعلی حضرتؒ نے تشہد میں اشارہ کرنے کو سنت ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہی احناف کا موقف ہے۔اور اس مکتوب سے اپنے وقت کے نواب صاحب کی شرعی رہنمائی فرمائی۔

## سردار مجیب الرحمن خان(سردار مجیب نگر مونڈا، ضلع کھیری یوپی) کے نام مکتوب:

نواب زادے سردار مجیب الرحمن خان کو تحریر کردہ مکتوب میں اخلاقی اصلاح اور سنتِ نبوی پر قائم رہنے کی ہدایت کی گئی۔اور ساتھ میں ان فلاسفہ کارد کیا جو زلزلے کے وقوع کے حوالے سے مختلف نظریات کے قائل تھے۔مکتوبات کا مختصر متن ملاحظہ ہو:

"زلزلہ کا سبب مذکورہ زبان زد عوام محض بے اصل ہے۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«وَعَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اَللّٰهُ اَلْقَلَمُ فَقَالَ لَهُ أُكْتُبْ قَالَ يَا رَبِّ وَ مَا أَكْتُبُ قَالَ أُكْتُبِ اَلْقَدَرَ يَجْرِي مِنْ ذَلِكَ اَلْيَوْمِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ اَلسَّاعَةُ ثُمَّ طَوَى اَلْكِتَابَ وَ رَفَعَ اَلْقَلَمَ وَ كَانَ عَرْشُهُ عَلَى اَلْمَاءِ فَارْتَفَعَ بُخَارُ اَلْمَاءِ فَفُتِقَتْ مِنْهُ اَلسَّمَاوَاتُ ثُمَّ خُلِقَ اَلنُّونُ فَبُسِطَتْ عَلَيْهِ اَلْأَرْضُ وَ اَلْأَرْضُ عَلَى ظَهْرِ اَلنُّونِ فَاضْطَرَبَ اَلنُّونُ فَمَادَتِ اَلْأَرْضُ فَأَثْبَتَتْ بِالْجِبَالِ فَإِنَّ اَلْجِبَالَ لَتَفْخَرُ عَلَى اَلْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ ثُمَّ قَرَأَ اِبْنُ عَبَّاسٍ ن وَ اَلْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُونَ»

"اللہ عزوجل نے ان مخلوقات میں سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام تقادیر لکھوائے اور عرش الہی پانی پر تھا۔پانی کے بخارات اٹھے۔ان سے آسمان جدا جدا بنائے گئے۔پھر مولی عزوجل نے

مچھلی پیدا کی۔ اس پر زمین بچھائی۔ زمین پشت ماہی پر ہے۔ مچھلی تڑپی، زمین جھونکے لینے لگی، اس پر پہاڑ جما کر بوجھل کر دی گئی۔ ﴿**کما قال الله تعالى﴿والقى فى الارض رواسى ان تميد بكم﴾**(8)﴾

"اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو نصب کر دیا تاکہ زمین تمہارے ساتھ (ایک طرف) جھک نہ جائے۔"

مگر یہ زلزلہ ساری زمین کو تھا۔ خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا، دوسری جگہ نہ آنا اور جہاں ہونا، وہاں بھی شدت و خفت میں مختلف ہونا، اس کا سبب وہ نہیں، جو عوام بتاتے ہیں، سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ ہے اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی- **ما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير**، تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرمادیتا ہے"۔(9)

مذکورہ بالا مکتوب میں زلزے کے توجیہات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کیا گیا اور ساتھ ہی اس وقت کے نواب صاحب کی شرعی اصلاح فرمائی۔

### پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے مکتوبات

تاجدارِ گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ (متوفی 1356ھ) نے ریاستوں کے والیان اور راجاؤں کو شرعی احکام پر سختی سے عمل کرنے کا درس دیا۔ اس سوچ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے مختلف ریاستوں کے نوابوں اور راجوں کو مکتوب ارسال کئے۔ ان میں سے چند مکتوبات ملاحظہ ہوں:

### نواب احمد یار خان کے نام مکتوب:

نواب صاحب نے جب لباس میں سونے کے بٹن اور ریشم کے استعمال کے شرعی حکم کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے درِ مختار، علامہ طحطاوی اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مکتوب تحریر فرما کر واضح کیا کہ مستقل طور پر سونے کے بٹن استعمال کرنا شرعاً حرام ہے، اور نوابین کو زیب و زینت میں شرعی حدود سے تجاوز سے روکا۔ مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"میری ناقص رائے ہے کہ ان کی حرمت نہ صرف احادیث صحیحہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے ثابت ہے بلکہ کتب فقہ سے بھی استعمال ان کا ناجائز معلوم ہوتا ہے۔ علماء کرام میں سے جنہوں نے عبارت ذیل در مختار سے جواز پر سند لی ہے۔ یا مخرمہ والی حدیث بخاری کو حجت بنایا ہے، ٹھیک نہیں ہے۔ **والعلم عند الله**۔ در مختار کی عبارت منقولہ از تتار خانیہ (**لا باس بازرار الديباج والذهب**) کا یہ مطلب نہیں کہ گھنڈی سونے کی جو بٹن کے طور پر علیحدہ اور مستقل ہو، اس کا استعمال جائز ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ گھنڈی سونے کی جو اشیاء طلائی میں بطور تافت و پیچیدگی ہو اور جس کو تابع کپڑے کا لنگی وغیرہ کے اطراف یعنی پلّے کی طرح سمجھا جائے۔ ایسی گھنڈی کا استعمال جائز

ہے۔ در مختار کے قول کے متعلق علامہ طحطاوی لکھتے ہیں۔ ”قال في المنتقى عن محمد لا باس ان تكون عروة القميص وزره حريرا وهو كالعلم يكون في الثوب ومعه غيره فلا باس به وان كان وحده كرهته الخ“۔ جملہ اخیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بٹن کے طرز پر درست نہیں“۔(10)

مذکورہ بالا مکتوب میں پیر صاحب نے نواب صاحب کی بھرپور شرعی رہنمائی فرمائی اور غیر شرعی زیب و زینت سے روک دیا۔

## راجہ شیر محمد (رئیس بھیرہ وجاگیر دار خانپور) کے نام مکتوب:

راجہ شیر محمد کے تفصیلی سوالات کے جواب میں آپ نے ایصالِ ثواب، مردوں کے لیے قرآن خوانی اور صدقات کے شرعی احکام کا مدلل جواب عنایت فرمایا۔ ان میں سے دو سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ ہوں:

”سوال-1: کسی کے والدین یا کہ مولود فوت ہو جائیں۔ فریق باقی ماندہ اس کے واسطے کوئی تحفہ تحائف بذریعہ کلام الٰہی یا خورد ونوش یا کوئی پوشیدہ چیز اس وجہ سے دے سکتا ہے کہ اس کو پہنچے؟

جواب: محتاج کو طعام وپوشاک دینے کا ثواب اور کلام اللہ پڑھنے والے کو کلام دینے کا ثواب میت کو پہنچ سکتا ہے۔ ایسا ہی درود وغیرہ کلام الٰہی وفعل خیرات کا ثواب پہنچ سکتا ہے۔

سوال-2: اگر پسماندگان کا خیال ہو کہ قبر پر جا کر اس کو بخشے تو کس طرف بیٹھے گا اور کس کلام مبارک کا ختم شریف کر کے اس کے ارواح کرے گا، کس تعداد تک، آیا اس کے واسطے کوئی خاص مقدار ہے یا جس دن چاہے؟

جواب: میت کے منہ اور سینہ کے مقابل پشت بقبلہ ہو کہ الحمد شریف مع الم ذالك الكتاب لا ريب فيه... مفلحون تک ایک مرتبہ اور قل هو الله احد مکمل گیارہ مرتبہ پڑھے اور ثواب میت کو بخشے یا جو کچھ کلام الٰہی یا کلمہ شریف یا درود شریف پڑھنا ہو سب کا ثواب بخش دے“۔(11)

مذکورہ بالا مکتوب میں پیر صاحب نے ایصال ثواب کو قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کیا اور ساتھ میں اختصار کے ساتھ اس کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا۔

## زعمائے سلطنت اور حکومتی عمال کے نام مکتوبات کا تحلیلی مطالعہ:

مشائخ برصغیر نے صرف مسندِ اقتدار پر بیٹھے حکمرانوں ہی کو خطوط نہیں لکھے، بلکہ وزراء، سرکاری منصب داروں، نوابین کے نائبین اور گورنروں کو بھی مکتوبات بھیجے تاکہ انتظامی مشینری میں دیانت اور انصاف قائم رہے۔ اس ضمن میں لکھے گئے چند مکتوبات ملاحظہ ہوں:

## شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور زعمائے سلطنت:

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنے دور حیات میں مختلف زعمائے سلطنت اور عہدیداران کو مکتوبات ارسال کر کے ان کی اصلاح فرمائی جس کی جھلک ملاحظہ ہو:

## منشی محمد نعیم خان کے نام مکتوب:

منشی محمد نعیم نے شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے خط لکھ کر میر سید احمد کے بابت دریافت کیا تھا کہ ان کا دعوی ہے کہ ان پر مراتب کی بلندی ظاہر ہو جاتی ہے، اس کے جواب میں شاہ صاحب نے مکتوب ارسال کرتے ہوئے یوں رہنمائی فرمائی:

"منشی صاحب آپ کا ایک خط میرے پاس آیا ہے اور آپ نے کچھ چیزیں معلوم فرمائی ہیں، میرے دوست اس قسم کا قصہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی ان کے دوستوں کو پیش آیا تھا۔ حضرت جنید بغدادی سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا، یہ خیالات بے اصل نہیں ہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ان لوگوں کو القاء کیے جاتے ہیں، جو طریقت میں تربیت حاصل کرنے اور کسی شخص کے تابع ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ جب بچے کو مکتب میں لے جاتے ہیں تو استاد یا ماں باپ اس سے اچھے اچھے وعدے کرتے ہیں کہ تیرے لیے ہم نے اچھا لباس بنایا ہے اور مٹھائی تیار کی ہے اور تمہیں ہم فلاں اچھی چیز دیں گے اور ہم تم سے بہت خوش ہیں، تمہارے لیے چاندی کی تختی بنوائی ہے وعلی القیاس۔ بزرگوں اور اولیاء کرام مثلاً غوث اعظم وغیرہ ہم اور دوسرے بزرگوں سے مغفرت کے وعدے متبعین اور مریدوں کے لیے رحمت اور ان کی طفیل سے تمام مخلوق پر نظر رحمت کی روایات منقول ہیں اور وہ سب وعدے سچے ہوئے۔ مشہور حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس امت میں 40 ابدال ہیں کہ ان سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا ہے۔ دنیا والوں کے لیے ان کے طفیل سے بارش ہوتی ہے۔ نصرت اور رزق حاصل ہوتا ہے۔ پس کیا تعجب ہے کہ ان مراتب میں سے چند مرتبے میر سید احمد کو بھی حاصل ہو گئے ہوں اور ان میں سے ان کے معاصرین کو بھی کچھ اثر پہنچا ہو۔ غرض کہ اس کا انکار اچھا نہیں ہے بلکہ انتظار کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی ان وعدوں کے اثرات کو ظاہر فرمادے۔ پس یہ سب باتیں سچ ہیں۔ والسلام!"۔[12]

مذکورہ بالا مکتوب میں شاہ صاحب نے منشی نعیم صاحب کی شرعی حوالہ سے تربیت فرمائی کہ ایسا ممکن ہے کہ کسی اللہ کے نیک بندے پر اس رتبۂ بلندی کے آثار دنیا میں ظاہر ہو جائیں۔

## شاہ غلام علی دہلوی اور زعمائے سلطنت:

شاہ غلام علی دہلوی نے اپنے عصر حیات میں کثیر زعمائے سلطنت اور عہدیداران کو مکتوبات ارسال کر کے ان کی اصلاح فرمائی جس کی جھلک ملاحظہ ہو:

## منشی امین الدولہ خان کے نام مکتوب:

شاہ غلام علی دہلوی نے منشی امین الدولہ کو ایک مکتوب تحریر فرماتے ہوئے انہیں گناہوں سے توبہ اور آخرت کی فکر کا احساس دلایا۔ مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"گزارش کرتا ہوں کہ گوشۂ چشم کو یاد دوراں عنایت فرمائیں اور توجہ کریں کہ اس بوڑھے کی عمر گناہوں میں گزری، ہائے افسوس! ہم دنیا کے باغ میں پھولوں کے لیے آئے تھے اور کانٹے اکٹھے کرتے رہے۔ پس ہائے افسوس! جب تک صحت وعافیت اور کامیابیاں مرحمت فرمائی گئیں، ہم نے ان کا شکر ادا کرنے میں سراسر کوتاہی کی۔ پس آپ ہمت کریں اور سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے احیاء کے لیے کام کریں کہ یہی سعادتِ دارین ہے"۔(13)

مذکورہ مکتوب میں شاہ صاحب نے امین الدولہ کو نصیحتیں کرتے ہوئے آخرت کی تیاری، سنت مصطفیٰ ﷺ کے احیاء کی تلقین فرمائی اور اسی کا حکم حدیث مبارکہ میں بھی مذکور ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت بیان کی ہے کہ:

**"عَن عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ «، حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ جَدِّي ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:" مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً فَعُمِلَ بِهَا، كَانَ عَلَيْهِ أَوْزَارُ مَنْ عَمِلَ بِهَا، لَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا شَيْئًا»**[14]

"حضرت عوف مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میری سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کیا، اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ملے گا، اور اس سے عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہ ہو گی، اور جس کسی نے کوئی بدعت ایجاد کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو اسے بھی اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ہو گا، اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہ ہو گی"

مذکورہ فرامین مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات کو مشائخ برصغیر نے ہر فورم پر عام کیا۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اور زعمائے سلطنت:

امام احمد رضا خان نے اپنے عہد حیات میں بے شمار زعمائے سلطنت اور حکومتی عہدیداران کو مکتوبات ارسال کر کے ان کی اصلاح فرمائی جس کی جھلک ملاحظہ ہو:

## شریف علی پاشا(گورنر مکہ مکرمہ) کے نام مکتوب:

سفر حرمین شریفین (1323ھ/1905ء) کے موقع پر جب معترضین نے علمِ غیب مصطفیٰ ﷺ پر سوالات اٹھائے، تو امام احمد رضا خان نے بے مثال تصنیف "الدولة المكية بالمادة الغيبية" محض آٹھ گھنٹوں میں قلمبند فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ کے گورنر شریف علی پاشا کے نام مکتوب گرامی تحریر فرما کر یہ کتاب روانہ کی اور واضح فرمایا کہ علماءِ حرمین کے سامنے یہ علمی موقف پیش کر کے حق کو ثابت کیا جائے۔ مکتوب کے متن کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"رسول اکرم ﷺ کے علم کی وسعت کا میدان اتنا وسیع ہے کہ مخلوق سے اس کی وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ صرف خالق ہی جانتا ہے کہ اس کے محبوب ﷺ کے علم کا میدان کتنا وسیع ہے۔ میری یہ کتاب (الدولة المکیہ بالمادة الغیبیہ) مذہب اہل سنت وجماعت کے موافق ہے۔ اس وقت مکہ مکرمہ علماء حق سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ملک سے علماء کرام آئے ہوئے ہیں۔ ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے میری کتاب سنائی جائے۔ اگر علماء حق اس کتاب کو مذہب اہل سنت کے موافق قرار دیں۔ تو چشم ماروشن، دل ماشاد۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں مسئلہ غلط ہے۔ تو میں اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں۔ والسلام (فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ)"[15]

درحقیقت اس مکتوب کے لکھنے کی ضرورت تب پیش آئی کہ مختلف نظریات کے حامل اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے علم کی وسعت پر اعتراضات کئے، جس پر امام احمد رضا خان نے نہ صرف وسعت علم مصطفیٰ ﷺ پر کتاب لکھی بلکہ مخالفین کو بواسطہ گورنر مکہ، مناظرہ کا چیلنج بھی دیا۔

## شیخ الاسلام نور اللہ حیدر آبادی (رئیس ریاست حیدر آباد) کے نام مکتوب:

ریاست حیدر آباد دکن کے مذہبی و عدالتی سربراہ کو تحریری مکتوب بھیج کر فقہی اور اجتماعی امور میں شرعی رہنمائی فراہم کی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ جمعہ کی دوسری اذان کے لیے منارہ یا مسجد کا بیرونی حصہ سنت ہے اور اسے مسجد کے اندر امام کے سامنے پکارنا سنتِ نبوی اور سنتِ صحابہ کے خلاف ہے۔ اس حوالہ سے مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"شرح الزرقانی اور مواہب اللدنیہ میں ہے کہ اذان ثانی حضورِ اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین (خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق) کے دور میں مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی، اذانِ ثانی کو منبر

کے سامنے یا مسجد کے اندر دینا خلافِ سنت اور ایک طرح کی بدعت ہے، کہ ہشام کے دور سے پہلے اس اذان کا داخلِ مسجد ہونا ثابت نہیں"۔(16)

مذکورہ مکتوب میں امام احمد رضا خان نے مضبوط شرعی دلائل کے ساتھ اس امر کو ثابت کیا کہ جمعہ کی اذان ثانی امام کے منبر کے سامنے نہیں بلکہ خارج مسجد میں ہونی چاہئے۔

## خواجہ محمد عبدالرحمن چھوہروی اور زعمائے سلطنت:

خواجہ محمد عبدالرحمن چھوہروی (متوفی 1342ھ) کے مکتوباتِ رحمانیہ میں سرکاری عہدیداروں کی اصلاح کے نایاب شواہد ملتے ہیں:

### میر سید عبدالعزیز (حکومتی عہدیدار) کے نام مکتوب:

میر صاحب کے نام خط میں آپ نے ہدایت فرمائی کہ سرکاری و انتظامی امور میں دیانت داری کو اپنا شعار بنائیں، کیونکہ سرکاری منصب اللہ کی امانت ہے۔ جس میں غفلت یا رشوت ستانی دونوں جہان میں تباہی کا باعث ہے۔ مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"محب خاص مَن حضرت جناب میر سید عبدالعزیز صاحب ترقی درجاتکم فی الکونین من اللہ!۔۔۔"

آپ کے سب امور کے لیے بدرگاہ مجیب ودعوات دعا، مگر لازم ہے کہ آپ دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنے حکومتی کاموں میں سعی اور امانتدار زیادہ تر رہیں، اللہ تعالی اس کے بدلہ میں دوجہاں کی کامیابی عطا فرمائے گا۔"[17]

اس مکتوب میں خواجہ صاحب نے میر صاحب کو حکومتی معاملات میں دیانت داری کا مظاہرہ کرنے کی نصیحت فرمائی جو کہ شریعت کو بھی مطلوب ہے اور اس کی بجا آوری کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بھی دیا ہے، جیسا کہ امام نسائی نے اپنی سنن میں ایک روایت بیان کی ہے:۔

«"عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: " الدِّينُ النَّصِيحَةُ، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ "۔(18»

" حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دین خیر خواہی کا نام ہے۔" ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے پوچھا: کس کی (خیر خواہی؟) آپ نے فرمایا: "اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول ﷺ کی، مسلمانوں کے امیروں کی اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی۔"

اس حدیث پاک کی رو سے خواجہ صاحب نے میر عبد العزیز کی حکومتی امور کے حوالہ سے خیر خواہی فرمائی۔ خواجہ صاحب نے زعماء سلطنت کو امور کی بجاآوری میں آسانی پیدا کرنے کیلئے ذکر اللہ اور وظائف کی بھی تلقین فرمائی جیسا کہ عبد العزیز نمبر دار کو مکتوب میں نصیحت فرمائی۔

## عبد العزیز نمبر دار (فیروز پورہ، کشمیر) کے نام مکتوب:

مقامی انتظامی سربراہ نمبر دار عبد العزیز کو متعدد خطوط بھیج کر تاکید کی کہ اپنے گاؤں کی رعایا اور غریبوں پر ظلم نہ کریں، اپنے وعدوں کو پورا کریں اور حقوق العباد کی ادائیگی میں نرمی و شفقت اختیار کریں اور اگر حکومتی معاملات میں پریشانی یا رکاوٹ کا سامنا ہو تو اللہ رب العزت کی طرف رجوع فرمائیں، اس حوالہ سے ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

”آپ صلاۃ العظمی شریف جمعہ کے روز ایک ایک بار پڑھا کریں اور درود مستغاث شریف ہر روز میں تین تین بار پڑھیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے آپ کے دونوں جہاں کی مشکلات حل فرمادے گا۔ نیز آپ کے تمام امور کے لیے اس جانب سے دعا کر دی گئی ہے۔ وہ قادر مطلق اپنے فضل و کرم سے آپ کے سب مقاصد بھر لائے آمین اور آپ کو سب غموں اور تردداتِ دو جہانی سے خلاصی بخش کر اپنے عشق میں مستغرق فرمادے۔ آمین یارب العالمین۔“[19]

مذکورہ مکتوب میں نمبر دار صاحب کو مشکلات کے حل کیلئے نوافل اور درود مستغاث پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

## پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور زعمائے سلطنت:

پیر سید مہر علی شاہ نے اپنی مبارک زندگی میں بے شمار زعمائے سلطنت اور حکومتی عہدیداران کو مکتوبات ارسال کر کے ان کی اصلاح فرمائی جس کی جھلک ملاحظہ ہو:

## وزیر ہند، وائسرائے ہند اور گورنر پنجاب کے نام مکتوب:

مئی 1924ء میں جب لاہور سے توہین آمیز کتاب "رنگیلا رسول" شائع ہوئی اور عدالت کی جانب سے ملزم کو تکنیکی بنیادوں پر بری کیا گیا، تو پیر سید مہر علی شاہ نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ آپ نے وائسرائے ہند، وزیرِ ہند اور گورنر پنجاب کے نام سرکاری مکتوبات ارسال کیے، جن میں برطانوی حکومت کو متنبہ کیا گیا کہ ناموسِ رسالت ﷺ پر حملہ مسلمانوں کے لیے ناقابلِ برداشت ہے، اور اس سے ملک میں امن و امان کے شدید خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس تحریری اقدام نے برطانوی ایوانوں میں مسلمانوں کے دینی جذبات کا لوہا منوایا۔ مکتوب کے متن کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"میں اور میرے جملہ مخلصین قیام امن اور اسلامی تعلیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور برہمی کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کتاب رنگیلا رسول کے متعلق جسٹس دلیپ سنگھ جج پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ پر آنے والے اندیشناک خطرات روکنے کی خواہش کرتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ رسول عربی ﷺ کی عظمت شان برقرار رکھنے پر دنیائے اسلام متفق ہے۔"[20]

مذکورہ مکتوب میں پیر صاحب نے اس وقت کے حکمرانوں کو للکارتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی ناموس کا خوب پہرا دیا اور حکومتی ایوانوں میں رد عمل آنے کا بخوبی اظہار فرمایا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ناموس کی حفاظت ایمان کا حصہ ہے اور حضور ﷺ کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

«"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ، وَلَدِهِ، وَوَالِدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"»[21]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص (اس وقت تک) مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لیے اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔()

اس حدیث مبارکہ کی رو سے ہر مسلمان کیلئے حضور ﷺ کی ذات سے کل کائنات سے بڑھ کر محبت روا رکھنا از حد لازم و ضروری ہے۔

## مفتی مظہر اللہ دہلوی اور زعمائے سلطنت:

جامع مسجد فتح پوری دہلی کے خطیب اور مفتی اعظم مفتی مظہر اللہ دہلوی (متوفی 1386ھ) نے اپنے کئی ایک مکاتیب کے ذریعے سیاسی وسماجی شخصیات کی رہنمائی فرمائی، جن کی جھلک ملاحظہ ہو:

## سید نواب علی (نواب آف علی گڑھ، حیدرآباد) کے نام مکتوب:

مفتی صاحب نے نواب صاحب کو 75 کے قریب مکتوبات لکھے، جن میں انہیں سیاسی جاہ و منصب کے باوجود اللہ تعالیٰ کی یاد اور درود شریف کے وظائف سے وابستہ رہنے کی ہدایت کی۔ اور پریشانی کے لمحات میں رجوع الی اللہ کی ترغیب ارشاد فرمائی۔ ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"تمہاری طبیعت کا حال پڑھ کر فکر لاحق ہوا، رب عزوجل طبیعت کو سکون عطا فرمانے والا ہے سکون عطا فرمائے گا آپ قلب پر ہاتھ رکھ کر یہ پڑھ لیا کریں **سبحان الملك القدوس الخلاق الفعال** پھر ایک مرتبہ یہ آیت پڑھ لیا کریں۔

﴿اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔(22)﴾

ہر وقت کے لیے درود شریف اور سورہ کوثر پڑھنا زیادہ بہتر ہے"۔(23)

مذکورہ مکتوب میں مفتی صاحب نے پریشانی اور گھبراہٹ کے اوقات میں نواب صاحب کو آیت قرآنی ،ذکر الٰہی اور درود پاک پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ قرآن پاک میں درود پاک کی فضیلت کے وارد ہونے کے ساتھ ساتھ احادیث کریمہ میں بھی اس کا بکثرت ذکر ہوا ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے:

«عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي؟ قَالَ:" قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ"۔(24)»

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو سلام اس طرح کیا جاتا ہے، لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجا جاتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کہو "اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک، کما صلیت علی ابراھیم، وبارک علی محمد وعلی آل محمد، کما بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم "اے اللہ! اپنی رحمت نازل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں جس طرح تو نے رحمت نازل کی ابراہیم پر اور برکت بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر جس طرح برکت بھیجی تو نے ابراہم پر اور آل ابراہیم پر۔"

اس حدیث پاک میں خود آپ ﷺ نے درود پاک کے الفاظ کی تعلیم و تلقین اپنی امت کے افراد کو فرمائی۔

## نواب فرحت اللہ بیگ (نواب آف ہری پور) کے نام مکتوب:

مفتی صاحب نے نواب فرحت اللہ بیگ کو کئی ایک مکتوبات ارسال کر کے ان کی رہنمائی فرمائی، ان میں سے ایک مکتوب کے متن کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"فقیر خیریت سے ہے، ملنے کو طبیعت تو میری بہت چاہتی ہے لیکن فوٹو کی پابندی نے پابند کر رکھا ہے۔ آٹھ دس روز میں میاں سعید آپ کے پاس آنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ تو آپ سے مل لیں گے لیکن میں ملنے سے قاصر ہوں، باقی وظیفہ کے بارے میں جو عمل میں نے بتائے ہیں وہی کافی ہیں جس قدر ہو سکے استغفار اور درود شریف میں اضافہ فرمالیں۔)25(

مذکورہ مکتوب میں مفتی صاحب نے ایک اہم شرعی مسئلہ کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ استغفار اور درود پاک کی کثرت کی تلقین فرمائی۔

## شہیدِ ملت لیاقت علی خان کے نام مکتوب:

لیاقت علی خان برصغیر میں (تقسیم ہند سے قبل) دہلی میں "سنی مجلسِ اوقاف" کے صدر تھے، مفتی مظہر اللہ دہلوی نے اپنے سفر حرمین سے روانگی سے قبل انہیں ایک مکتوب لکھ کر اوقاف کی املاک کی حفاظت اور دینی و ملکی امانتوں کو دیانت داری سے چلانے کی تاکید فرمائی۔ مکتوب کے متن کا اقتباس ملاحظہ ہو:

۱۰ ستمبر ۱۹۴۵

مکرمی جناب صدر صاحب سنی مجلس اوقاف دہلی!

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! فقیر پانچ سات روز میں حج کے لیے جارہا ہے اگر مجھ سے جناب کا کوئی قصور ہو گیا ہو تو معاف فرما کر ممنون فرمادیں، مسجد کا انتظام احقرزادہ مولوی مظفر احمد کے سپرد کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ اس کی منظوری فرما کر مشکور فرمائیں گے، مزید عرض کرتا ہوں کہ تعلیمی کمیٹی کا کنوینیر میری جگہ خواجہ حسن نظامی کو مقرر فرمادیں تو مناسب ہو گا۔ اگر تکلیف نہ ہو تو دو کلمے عریضہ کے جواب میں تحریر فرما کر ممنون فرمادیں فقط والسلام"۔(26)

مذکورہ مکتوب میں مسجد کے انتظام و انصرام کے متعلق مفتی صاحب نے لیاقت علی خان کو مکتوب لکھا جو خالصتاً حدیث پاک کی رو سے بہت اجر و ثواب کا کام ہے سنن ابو داؤ میں ہے:

**«عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:" أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ".(27)»**

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر اور محلہ میں مسجدیں بنانے، انہیں پاک صاف رکھنے اور خوشبو سے بسانے کا حکم دیا ہے۔

مذکورہ مکتوب کے اقتباس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ملکی مناصب پر فائز افراد سے کس طرح مشائخ نے تعلق کو قائم رکھا اور دین کی طرف راغب کرنے کیلئے انہیں دعاؤں کے ساتھ ساتھ بڑی حکمت عملی کے ساتھ اس راہ کی طرف بلایا اور مساجد کے انتظام و انصرام کی طرف توجہ دلائی۔

## سیاسی و سماجی اثرات کا تقابلی و ترکیبی جائزہ:

تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے مشائخ برصغیر کے ان مکتوبات نے محض کاغذ کے ٹکڑوں کی حد تک اثر نہیں دکھایا، بلکہ ان کے نتیجے میں عمیق سیاسی اور سماجی انقلابات برپا ہوئے۔

## سیاسی اثرات:

1. اصلاحِ اقتدار اور عدل و انصاف: مشائخ نے نوابین کو یہ باور کرایا کہ اقتدار ان کی شخصی ملکیت نہیں بلکہ اللہ کی امانت ہے۔ شاہ غلام علی دہلوی، امام احمد رضا خان اور پیر مہر علی شاہ کے خطوط کے نتیجے میں متعدد نوابین نے اپنی ریاستوں میں شرعی حدود اور عدل و انصاف کا نظام قائم کیا۔
2. استغناء عن الامراء (خانقاہی خودداری): شاہ غلام علی دہلوی کے نواب امیر خان کے عطیے کو ٹھکرانے کے واقعے نے برصغیر کی خانقاہوں کو شاہی اثر و رسوخ اور سیاسی دباؤ سے آزاد رکھا۔
3. دینی و ملکی شعور کی بیداری: پیر سید مہر علی شاہ اور امام احمد رضا خان کے مکتوبات نے مسلمانوں کو انگریزوں کے سیاسی ہتھکنڈوں، شدھی تحریک، اور توہین آمیز فتنوں کے سامنے متحد کیا، جس سے مسلمانوں میں جداگانہ قومی تشخص بیدار ہوا جو تحریکِ پاکستان کا پیش خیمہ بنا۔

## سماجی اثرات:

1. حقوق العباد کی پاسداری: خواجہ عبدالرحمن چھوہروی، اعلیٰ حضرت غلام نبی للہی اور مفتی مظہر اللہ دہلوی کے مکتوبات نے لوگوں کو حقوق العباد، غریب پروری، اور یتیموں کی سرپرستی کی طرف متوجہ کیا۔
2. تقسیمِ ہند کے موقع پر سماجی خدمت: ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہند کے خونریز فسادات کے دوران مفتی مظہر اللہ دہلوی نے جامع مسجد فتح پوری دہلی سے مکتوبات کے ذریعے مہاجرین کی آبادکاری، زخمیوں کے علاج اور مظلوموں کی معاشی امداد کا عظیم الشان نیٹ ورک چلایا۔
3. اخلاقی و معاشی اعتدال: مکتوبات نے سماج میں مال کی نمائش، فضول خرچی اور رشوت ستانی کا خاتمہ کر کے سادگی اور اسلامی معیشت کو فروغ دیا۔ اس کی بکثرت مثالیں غلام نبی للہی اور مفتی مظہر اللہ دہلوی کے مکتوبات میں موجود ہیں جو قارئین کیلئے مشعل راہ ہیں۔

## نتائج تحقیق اور جدید تناظر میں افادیت((Findings & Conclusion

تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے منتخب مکتوباتِ مشائخ کے اس جامع تحلیلی و تحقیقی مطالعے سے درج ذیل بنیادی نتائج حاصل ہوتے ہیں:

1. دعوت و اصلاح کا مؤثر ترین ذریعہ: مکتوبات محض نجی خط و کتابت نہیں تھے، بلکہ برصغیر کے نوابین، سلاطین اور زعمائے سلطنت کی نفسیاتی اور اخلاقی اصلاح کا سب سے حکمت آمیز آلہ ثابت ہوئے۔

2. شریعت کی بالادستی: مشائخ نے ہر نواب اور سیاسی شخصیت پر یہ واضح کیا کہ اقتدار کا دوام صرف اور صرف اتباعِ شریعت اور عدل وانصاف سے ممکن ہے۔
3. استغناء اور حریتِ فکر: مشائخِ برصغیر نے امراء کے شاہی عطیات اور مراعات کو ٹھکرا کر فقر و قناعت اور حریتِ فکر کی وہ مثالیں قائم کیں جن سے خانقاہی نظام کا وقار محفوظ رہا۔
4. اجتماعی وملکی مسائل کا حل: مکتوبات نے نہ صرف انفرادی اخلاق سنوارے بلکہ توہینِ رسالت، شدھی تحریک، اوقاف کی حفاظت اور تقسیمِ ہند کے بحرانوں میں امتِ مسلمہ کی سیاسی وسماجی کشتی کو ساحلِ مراد تک پہنچایا۔

## جدید تناظر میں افادیت:

آج کے جدید دور میں جب مسلم دنیا سیاسی انتشار، حکمرانوں کی بے راہ روی اور اخلاقی انحطاط کا شکار ہے، مشائخِ برصغیر کا یہ مکتوباتی ادب اور ان کا طرزِ عمل جدید مسلم حکمرانوں، دانشوروں اور مصلحین کے لیے ایک جامع سیاسی و اخلاقی منشور کی حیثیت رکھتا ہے، جس پر عمل کر کے ایک عادلانہ اور پاکیزہ اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

## حواشی

[1] Dihlawī, Shāh Ghulām ʿAlī. *Makātīb Sharīfah*. Muḥammad Naẓīr Rānjhā. Miyānwālī: Khānqāh Sirājiyyah Naqshbandiyyah Mujaddidiyyah, 1430 AH/2009, 229.
[2] Ṭā Hā, 20, 43–44.
[3] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. *Sunan al-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998, 4: 41, ḥadīth 2174.
[4] Dihlawī, *Makātīb Sharīfah*, 198.
[5] Dihlawī, *Makātīb Sharīfah*, 205.
[6] Dihlawī, *Makātīb Sharīfah*, 430.
[7] Aḥmad Riḍā Khān. *Kulliyyāt-i Makātīb-i Riḍā*. Compiled by Ghulām Jābir Shams Miṣbāḥī Pūrnūrī. Lahore: Maktabah Baḥr al-ʿUlūm, 2005, 256.
[8] Luqmān, 31, 10.
[9] Aḥmad Riḍā Khān, *Kulliyyāt-i Makātīb-i Riḍā*, 259.
[10] Shāh, Pīr Mihr ʿAlī. *al-Futūḥāt al-Ṣamadiyyah al-Mulaqqab bi-al-Fuyūḍāt al-Shamsiyyah (Makātīb Ṭayyibāt)*. Golṛah, Islamabad: Maktabah Mihriyyah Muʿīniyyah, September 2017, 77.
[11] Shāh, *al-Futūḥāt al-Ṣamadiyyah (Makātīb Ṭayyibāt)*, 131.
[12] Dihlawī, Shāh ʿAbd al-ʿAzīz. *Faḍāʾil-i Ṣaḥābah wa Ahl-i Bayt maʿ Makātīb Shāh ʿAbd al-ʿAzīz wa Shāh Rafīʿ al-Dīn*. Karachi: Pāk Academy, 1965, 313.
[13] Dihlawī, *Makātīb Sharīfah*, 364.
[14] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. *Sunan Ibn Mājah*. Egypt: Dār Iḥyāʾ al-Kitāb al-ʿArabī, n.d., 1: 76, ḥadīth 209.
[15] Aḥmad Riḍā Khān, *Kulliyyāt-i Makātīb-i Riḍā*, 311.
[16] Aḥmad Riḍā Khān. *Makātīb Imām Aḥmad Riḍā Khān Barelvī*. Compiled by Pīr Maḥmūd Aḥmad Qādirī. Lahore: Maktabah Nabawiyyah Ganj Bakhsh, 2001, 78.
[17] Tanavlī, Ṭāhir Ḥamīd. *Makātīb Raḥmāniyyah*. Lahore: Institute of Research and Development, March 2006, 177.
[18] al-Nasāʾī, Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb. *Sunan al-Nasāʾī*. Aleppo: Maktabah al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1986, 7: 156, ḥadīth 4197.
[19] Tanavlī, *Makātīb Raḥmāniyyah*, 210.
[20] Shāh, *al-Futūḥāt al-Ṣamadiyyah (Makātīb Ṭayyibāt)*, 161.
[21] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d., 1: 67, ḥadīth 70.
[22] Fāṭir, 35, 16–17.
[23] Dihlawī, Muftī Maẓhar Allāh. *Makātīb Maẓharī*. Compiled by Masʿūd Aḥmad. Karachi: Madīnah Publishing Company, 1389 AH/1969, 391.
[24] al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH, 4: 146, ḥadīth 3369. [Source verification required]
[25] Dihlawī, *Makātīb Maẓharī*, 236.
[26] Dihlawī, *Makātīb Maẓharī*, 251.
[27] al-Sijistānī, Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʿath. *Sunan Abī Dāwūd*. Beirut–Sidon: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, n.d., 1: 124, ḥadīth 455.

## Primary Bibliography)(مصادر ومراجع


Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī. *Sunan Ibn Mājah*. Egypt: Dār Iḥyāʾ al-Kitāb al-ʿArabī, n.d.

al-Qushayrī, Abū al-Qāsim ʿAbd al-Karīm. *al-Risālah al-Qushayriyyah*. Islamabad: Idārah-yi Taḥqīqāt-i Islāmī, 1390 AH.

al-Sijistānī, Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʿath. *Sunan Abī Dāwūd*. Beirut–Sidon: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, n.d.

al-Nasāʾī, Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb. *Sunan al-Nasāʾī*. Aleppo: Maktabah al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1986.

Aḥmad Riḍā Khān. *Kulliyyāt-i Makātīb-i Riḍā*. Compiled by Ghulām Jābir Shams Miṣbāḥī Pūrnūrī. Lahore: Maktabah Baḥr al-ʿUlūm, 2005.

Aḥmad Riḍā Khān. *Makātīb Imām Aḥmad Riḍā Khān Barelvī*. Compiled by Pīr Maḥmūd Aḥmad Qādirī. Lahore: Maktabah Nabawiyyah Ganj Bakhsh, 2001.

Lillāhī, Ghulām Nabī. *Makātīb-i Aʿlā Ḥaḍrat Lillāhī*. Lahore: Zāviyah Publishers, 2015.

Shāh, Pīr Mihr ʿAlī. *al-Futūḥāt al-Ṣamadiyyah al-Mulaqqab bi-al-Fuyūḍāt al-Shamsiyyah (Makātīb Ṭayyibāt)*. Golṛah, Islamabad: Maktabah Mihriyyah Muʿīniyyah, September 2017.

Tanavlī, Ṭāhir Ḥamīd. *Makātīb Raḥmāniyyah*. Lahore: Institute of Research and Development, March 2006.

Dihlawī, Shāh ʿAbd al-ʿAzīz. *Faḍāʾil-i Ṣaḥābah wa Ahl-i Bayt maʿ Makātīb Shāh ʿAbd al-ʿAzīz wa Shāh Rafīʿ al-Dīn*. Karachi: Pāk Academy, 1965.

Dihlawī, Shāh Ghulām ʿAlī. *Makātīb Sharīfah*. Muḥammad Naẓīr Rānjhā. Miyānwālī: Khānqāh Sirājiyyah Naqshbandiyyah Mujaddidiyyah, 1430 AH/2009.

*al-Qurʾān al-Karīm*.

al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH.

al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. *Sunan al-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998.

Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.

Dihlawī, Muftī Maẓhar Allāh. *Makātīb Maẓharī*. Compiled by Masʿūd Aḥmad. Karachi: Madīnah Publishing Company, 1389 AH/1969.